© rasailojaraid.com

دعوات عبدیت حق

ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ

ضبط و ترتیب : ادارہ الحق

اللہ اور رسولؐ کی محبّت

خطبہ جمعۃ المبارک محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

نحمدہ ونصلی ـــ الخ والذین آمنوا اشد حبا للہ ـــ الآیۃ

محترم بھائیو ! اللہ جل مجدہ کا بے حد احسان ہے کہ ہمیں ایمان سے نوازا ۔ اور پھر ہمیں اپنی ذات سے محبت کرنے کو بھی ضروری قرار دیا اور فرمایا کہ جن لوگوں کا مجھ پر ایمان ہے۔ دعویٰ ایمان کا کرتے ہیں، تو ایسے لوگوں کو اللہ کے ساتھ ہر چیز سے بڑھ کر محبت ہوتی ہے والذین آمنوا اشد حباً للہ ۔ مومنوں کو اللہ سے بے حد محبت ہوتی ہے ۔ ایک آیت میں اسکی وضاحت اس طرح فرمائی گئی ہے ۔

قل ان کان آباءکم وابناءکم	ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے
واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم	باپ اور بیٹے اور بھائی ، بیویاں ، اور
واموال اقترفتموھا وتجارۃ	برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں
تخشون کسادھا ومسٰکن	اور تجارت جس کے نقصان یا بند
ترضونھا احب الیکم من	ہونے سے تم ڈرتے ہو اور حویلیاں
اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ	مکان اور بلڈنگ جن کو تم پسند کرتے
فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ	ہو تم کو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ
واللہ لا یھدی القوم الفسقین	پیاری اور محبوب ہیں ۔ اور اسکی راہ میں

جہاد کرنے سے بھی یہ چیزیں زیادہ پسندیدہ ہیں تو پھر خدا کی طرف سے عذاب اور سزا کے کسی حکم کا انتظار کرو ۔

اللہ کی محبت ہر خواہش اور تمنا پر مقدم ہے

معلوم ہوا کہ مسلمان وہ ہے جو اللہ اور اس کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسول کے مقابلہ میں اپنی تمام خواہشیں اولاد کی تمنائیں اور ترقی و تنزل کے تمام امور سے بے نیاز ہو جانے اور یہ سب کچھ اللہ اور رسول کے حکم کے مقابلہ میں پس پشت ڈال دے۔ والد نے کہا کہ شرک کرلو، تم شرک سے انکار کردو، اس نے حکم دیا کہ میری خاطر جھوٹی گواہی دیدو، آپ نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کسی کو قتل کردو، آپ نہ مانے، اولاد کی خواہش اور آرزو ہے کہ فلاں کام اسطرح ہو جائے، اور وہ چیز خلاف شرع ہے، آپ ان کی خواہش پوری کرنے سے انکار کردیں قوم قبیلہ، کنبہ اور برادری کسی رسم و رواج پر مجبور کرے، مگر آپ خدا اور رسول کی مخالفت کے ڈر سے ایسے تمام امور سے اجتناب کریں۔ برادری کے لوگ کوئی ایک کام خلاف شرع کرنا چاہیں، آپ نہ مانیں اور ان سب چیزوں کو پس پشت ڈال کر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کو مقدم سمجھ لیں۔ تب آپ ایمان کے دعویٰ میں سچے ہوں گے اور والذین آمنوا اشد حبًا للہ کا مصداق بن جائیں گے۔

صحابہؓ نے کیسے کیسے نمونے پیش کئے

صحابہؓ نے کیسے کیسے نمونے اس بات کے پیش کئے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادہ جنگ بدر میں کفار کے ساتھ تھے بعد میں مخلص مسلمان ہوئے۔ ایک دفعہ اپنے والد صاحب سے باتوں باتوں میں کہا کہ اباجان! فلاں لڑائی میں آپ بالکل میرے نشان پر تھے اور میری تلوار یا تیر کی زد میں آگئے تھے۔ مگر آپ کی حرمت اور عزت کا لحاظ کیا کہ والد ہیں، اور آپ کو بچا لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بیٹا اُسی وقت جب کہ تم حالت کفر میں تھے، اور کافروں کے ساتھ تھے اگر میری نظر یا میری زد میں آگئے ہوتے تو میں کبھی آپ کو نہ چھوڑتا ——— یہ سچ ہے کہ اولاد سے محبت بہت زیادہ ہوتی ہے مگر جب تم کفر کے ساتھ تھے اس لئے میرے لئے اللہ کا حکم مقدم تھا اور شفقت پدری کی رعایت ثانوی چیز تھی۔ حضور نے ارشاد فرمایا: لایومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ تم میں سے کوئی اس وقت تک مسلمان نہیں کہلا سکتا جب تک میں اُسے اپنے والد اور اولاد اور سارے انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔

جنگ بدر میں ستر سرکردہ کافر قیدی بنائے گئے۔ حضورؐ نے صحابہ سے اس کے بارہ میں مشورہ کیا کہ انہیں چھوڑنا چاہیئے یا فدیہ لیکر رہا کر دیا جائے، یا قتل کر دیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ یہاں جو مسلمان مہاجر موجود ہیں، یہ بھی مکّہ کے باشندے ہیں اور قیدی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی مکہ کے ہیں۔ اور یہ مسلمان اور قیدی سب آپس میں قریبی رشتہ رکھتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو جو قیدی جس مہاجر کو سب سے زیادہ عزیز اور قریب ہے، وہی مہاجر اپنے ہاتھ سے اس کافر کو قتل کردے۔ کوئی باپ ہے، کوئی چچا، کوئی بیٹا، کوئی بھائی۔ مگر حضرت عمرؓ نے اسلام کی راہ میں ایسے تمام رشتوں کو حائل نہیں ہونے دیا۔ یہ تھا ایمان ویقین اور اللہ و رسول سے محبت کا جذبہ ——— ظاہر بات ہے کہ صحابہؓ کو اپنے اعزہ و اقارب سے بے حد شفقت ہوگی مگر یہ جذبۂ ایثار و اطاعت اللہ کی راہ میں تھا۔

مدینہ کے عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین ہیں، سرغنہ تھے۔ ان کا بیٹا حضرت عبداللہ بن عبداللہ مخلص اور جان نثار مسلمان تھے عاشق رسولؐ اور عاشق صحابہؓ تھے۔ ایک لڑائی میں مہاجر اور انصار کی آپس میں معمولی سی جھڑپ ہوئی، عبداللہ بن ابی ایسے موقع کی تلاش میں رہتے۔ منہ سے نکلا کہ :

لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل ۔ اگر ہم اس دفعہ مدینہ واپس پہنچ گئے تو ہم سے جو عزت مند اور مقامی ہیں ان ذلت والے پردیسیوں کو نکال باہر کردیں گے ۔

عبداللہ بن ابی نے عصبیت کا نعرہ جو جاہلیت کا نعرہ تھا، بلند کیا کہ ہم نے ان لوگوں کو جگہ دی کپڑا روٹی مکان دیا۔ اب یہ ہمارے اوپر مسلط ہونا چاہتے ہیں۔ اذل میں اشارہ صحابہ کرامؓ کی طرف تھا کہ وہ ذلیل ہیں۔ ہم عزت والے، یہ بات ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ تک پہنچی کہ میرے والد نے صحابہ کرامؓ کی توہین کی۔ ان کی شان میں برے الفاظ نکالے تو تلوار سونت کر مدینہ کے دروازہ میں کھڑے ہوئے اور جب ان کے والد وہاں پہنچے تو انہیں راستہ میں آلیا اور کہا کہ جب تک تم اپنے آپ کو ذلیل اور صحابہ کرامؓ کو اعز (عزت والے) نہ کہیں، مدینہ میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔

باپ نے یہ منظر دیکھا تو چیخا چلایا کہ دیکھو مجھ جیسے بڑے آدمی کے ساتھ ——— بیٹا ایسا سلوک اور جرأت کر رہا ہے۔ لوگوں نے کہا آپس میں باپ بیٹا ہیں۔ حضورؐ تک بات پہنچی آپ نے انہیں بلایا اور وجہ دریافت کی۔ فرمایا کہ میں سب سے زیادہ والدین کا احترام کرتا رہا ہوں، کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ گویا مسلمان کا تو کام یہ ہے کہ اللہ اور والدین کا شکر گذار رہے — ان اشکر لی ولوالدیک ۔ اگر یہاں معاملہ آتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اللہ اور اس کے رسولؐ اور صحابہؓ کی عزت واحترام کا کہ یہ صحابہؓ کو اذل اور اپنے کو عزیز سمجھتا ہے تو یہ بات میں ہرگز برداشت نہیں کرسکتا۔ الغرض جب تک عبداللہ بن ابی نے یہ نہ کہا کہ میں ذلیل ہوں اور صحابہؓ معزز اور قابل احترام تب تک اُسے نہ چھوڑا تو مسلمان تو اللہ اور اس رسول کا پروانہ ہوتا ہے۔ وہ خدا کی اطاعت رسول کی سنت اور دین کی اشاعت اور تحفظ کیلئے مال وجان سب کچھ قربان کردے گا، مگر اس بات کے لئے آمادہ نہیں ہوسکے گا۔ کہ خدا کا حکم پیچھے ڈال دیا جائے۔ حضورؐ کی سنت رہ جائے۔

محبت کے تمام اسباب اللہ میں جمع ہیں بھائیو! مسلمان کو اللہ سے محبت کیوں نہ ہوگی دنیا میں کسی سے محبت کے چار اسباب ہوتے ہیں۔ کسی سے قرب ہوتا ہے رشتہ جیسے کہیں۔ خداوند تعالیٰ ہمارے وجود سے بھی زیادہ قریب ہے۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ہم انسان کو اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

زید کے ساتھ اپنے وجود کا تعلق مؤخر ہے۔ اور اللہ سے تعلق پہلے ہے۔ کیونکہ اس نے ایصال وجود الی الماهیۃ کیا ہے۔ ہر شخص کو اپنا نفس محبوب ہے۔ اور دیگر تمام اشیاء اس لئے محبوب ہیں کہ وہ اس نفس کے فلاح و بہبود کے لئے ہیں۔ تو نفس سے بھی زیادہ جو ذات قریب ہے۔ اس سے تو اپنی جان اور نفس سے بھی بڑھ کر محبت ہونی چاہیئے۔

دوسرا سبب محبت کا احسان ہوتا ہے۔ الانسان عبد الاحسان۔ مقولہ ہے۔ جس سے اچھا کر دو گے وہ تابعدار اور فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ کتے کو جب روٹی ڈالا کرتے ہو تو وہ حیوان ہے مگر وہ بھی محبت میں آپ کی چوکیداری کرتا ہے۔ خدمت کرتا ہے۔ اس لئے کہ انسان نے اس کے ساتھ احسان کیا تو انسان تو عقلمند ہے، ہوشیار ہے، اور احسانات بھی تمام کے تمام اور سب سے بڑھ کر خداوند تعالیٰ کے ہیں یہ سب نعمتیں جتنی ہیں، آنکھ، ناک، کان، ہاتھ پاؤں غرض سب نعم ظاہری و باطنی روحانی اور جسمانی سب من اللہ ہیں اس کے احسانات کا تو عدد حساب نہیں۔ واسبغ علیکم نعمہ ظاهرۃً وباطنۃً۔ اس نے تمہارے اوپر ظاہری و باطنی نعمتوں کی بارش کردی۔ اس طرح کسی کے کمال کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے تو کمالات سب اللہ میں موجود ہیں، دیکھئے علم کی قدر کی جاتی ہے، کوئی حسن کی قدر کرتا ہے تو ان سارے کمالات کا دینے والا اللہ ہے اگر کوئی ڈاکٹر ہے، انجنیئر ہے، عالم ہے، تو یہ سب کمال اللہ نے دیا ہے۔ چاند سورج حسین ہیں، خوبصورت ہیں، یہ حسن انہیں کس نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیا۔؟ اللہ ہی نے دیا۔ جب اس کی مخلوق میں ایسی ایسی حسین چیزیں موجود ہیں تو جو دینے والا ہے۔ اس کا خزانہ تو ان تمام انعامات اور کمالات سے لبریز ہوگا، تو قرب، جمال، کمال، احسان، قوت، غلبہ اور سلطنت سب اس میں ہے تو اس سے محبت نہ کریں تو کس سے کریں۔ والذین آمنوا اشد حباً للہ ۔ ان چیزوں کی معرفت ایمان سے حاصل ہوگی، اور جتنی معرفت ہوگی اتنی محبت میں زیادتی ہوگی اور محبوب کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے تو محبوب سے جس چیز کو نسبت ہوگی وہ بھی پسندیدہ ہوگی۔ تو اللہ کیطرف جو چیزیں منسوب ہیں ان سے بھی محبت ہوگی اگر کسی مکان یا زمانہ کو اس سے نسبت ہوجائے وہ پسندیدہ ہوجائیگی۔ مجنوں جب لیلی کے گھر اور گلی میں گذرتا تو ایک ایک دیوار چومتا، کسی نے پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہو، کہا کہ ؎

وما حب الدیار شغفن قلبی ولکن حب من سکن الدیار

ان بنگلوں اور گارے مٹی کی دیواروں سے محبت نہیں بلکہ ان میں بسنے والی محبوبہ لیلی کی نسبت کی وجہ سے چومنا چاہتا ہوں۔ مجنوں لیلی کی گلی سے گذرنے والے کتے کو بھی گود میں بٹھاتا اور اُسے چومتا۔ کسی نے کہا کہ دیوانے تیرا دماغ خراب ہے؟ تو وہ کہتا نہیں یہ کتا کبھی لیلی کی گلی سے گذرا ہوگا۔ اُس کی ہوا اسے لگی ہوگی۔

تو ایک مجازی عاشق ایسی چیز کی جسے محبوب سے ادنیٰ اور معمولی سی نسبت بھی حاصل ہوجائے قدر کرتا ہے۔ تو جو اشیاء اللہ کیطرف منسوب ہیں اُن سے محبت کیوں نہ کی جائے۔ پھر یہ ساری مخلوق اللہ سے ایک گونہ نسبت رکھتی ہے۔ حدیث میں فرمایا گیا:

الخلق عیال اللہ فی الارض واحبھم الی اللہ احسنھم الی خلقہ۔ یہ ساری مخلوق اللہ کے لئے بمنزلۂ اولاد ہے اللہ کی مصنوع اُسکی کاریگری ہے اور خدا کو زیادہ وہی شخص محبوب ہے جو اسکی مخلوق کے ساتھ احسان کرتا ہے۔

دیکھئے کسی سے محبت ہو تو اسکی کاریگری سے بھی محبت کرتے ہیں، اُسے نشانی کے طور پہ رکھتے ہیں۔ اگر کسی ایسے شخص کا دستخط کسی کاغذ پر مل جائے تو لیکر اُسے چومتے ہیں، آنکھوں پر لگاتے ہیں۔ اس لئے کہ اسے کسی سے نسبت ہے، یہ اس کی دستکاری ہے۔ اسطرح یہ سارا عالم اللہ کا کارنامہ ہے، اس کے ید قدرت کی پیداوار ہے تو ساری مخلوق قابلِ قدر اور لائق محبت ٹھہری ——— اسی طرح اللہ کے رسول کو سب سے بڑھ کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نسبت اللہ سے حاصل ہے تو رسول کے ساتھ محبت بھی سب سے بڑھ کر ہوگی، کیونکہ رسول ہماری ہدایت کے لئے اللہ کیطرف سے بھیجے گئے ہیں خدا کے بعد ساری مخلوق میں اس کی شان ہے۔؟ بعد از خدا بزرگ توہی قصہ مختصر

اور جب رسول سے محبت لازمی ٹھہری تو اسکی ہر سنت، ہر قول و فعل اور تمام طور و طریقوں اور سب اداؤں پر جان نثار کرنا ہوگی۔ کیونکہ ان تمام چیزوں کو رسول اللہ سے نسبت ہوگئی ہے۔ اور خود رسول کو اللہ کی طرف نسبت ہے۔ اور اگر اللہ سے محبت ہے تو کلام اللہ سے محبت ہوگی، کیونکہ یہ اسکی کلام ہے۔ اور بیت اللہ سے بھی ہوگی کیونکہ یہ اس کا گھر ہے۔ اور اسکی طرف منسوب ہے۔ تمام مساجد سے محبت ہوگی کیونکہ یہ اسکی عبادت گاہیں ہیں۔

برے اعمال سے حضورؐ کو اذیت ہوتی ہے۔ پھر دیکھیئے کہ کوئی عاشق اپنے معشوق کو اذیت دینا برداشت نہیں کرے گا۔ آج ہم ان کفار پر لعنت بھیجتے ہیں جن کے ہاتھوں حضورؐ کو تکلیف پہنچی، ہمارے سینے جذبات سے موجزن ہیں کہ کاش ہمیں ابوجہل مل جائے تو ہم اسکی ایک ایک بوٹی نوچ لیں۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے محبوب کو تکلیف پہنچائی۔ غرض ہر دشمنی کرنے اور ہر ایذاء پہنچانے والا ہماری نظروں میں حقیر ہے۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے محبوب کو اذیت دی ہے۔ تو ذرا اپنے اوپر بھی ایک نظر ڈالیں اور ذرا سوچیں کہ کہیں خود تو ہم حضور نبی کریم علیہ السلام کو ایذا نہیں پہنچا رہے۔؟ اور ہمارے اعمال کی وجہ سے آج حضورؐ کو اذیت تو نہیں ہو رہی —— کسی والد کو اپنی اولاد کی برائی کی وجہ سے کتنا دکھ ہوتا ہے۔ دنیا کی ہر خوشی مل جائے مگر اسے صدمہ ہوتا ہے کہ اولاد بے دین ہے بے عمل ہے، میرے کارناموں پر پانی پھیر رکھا ہے، اس کے مسلک کے خلاف ہے تو والد کو کوفت ہوتی ہے اس طرح حضورؐ بھی ہمارے روحانی والد ہیں۔ وازواجہ امہاتہم۔ ان کی بیویاں ہماری مائیں ہیں۔ ہزاروں آباؤ اجداد کی شفقت و محبت ان پر قربان ہو جائے تمام اباء و اجداد کی محبت ایک طرف اور حضورؐ کی شفقت اپنی روحانی اولاد سے ایک طرف ——

اور جب ہم ان کی اولاد ٹھہرے اور وہ ہمارے والد، تو حدیث میں آتا ہے کہ ہفتہ میں دو بار امت کے اعمال اجمالاً حضورؐ کو پیش ہوتے ہیں، مثلاً صوبہ سرحد کے باشندے کیا کرتے ہیں، پشاور والوں کا کیا حال ہے۔ یہ اجمالاً عرض اعمال ہے امت کی کارگذاری پیش ہوتی ہے تو جب انہیں معلوم ہو جائے کہ میری روحانی اولاد برے طور طریقوں کے بالکل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الٹ جارہی ہے۔ تو کیا خیال ہے کہ حضورؐ کے قلبِ اطہر کو صدمہ نہ ہوگا۔

مرزا بیدل کا قصہ آپ نے وہ قصہ سنا ہوگا۔ ایک شاعر تھے مرزا بیدل صوفی منش آدمی تھے، عشقِ رسول تھا، ایران کے بادشاہ کی طرف سے سفارت آئی، دربار میں بادشاہ سے خواہش ظاہر کی کہ ہم نے ایران میں مرزا بیدل کا چرچا سنا ہے۔ اُس کے اشعار سنے ہیں۔ اگر ان کی زیارت بھی ہو جائے تو اچھا رہے گا۔ بادشاہ نے کہا یہ سامنے ہی تو بیٹھا ہوا ہے۔ اسکی داڑھی کتری ہوئی تھی، یہ لوگ اُسے دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے کہ اتنا نام ایسے اشعار ایسی تحریر اور کارنامے، مگر داڑھی تراشتا ہے، تو تعجب سے کہا کہ "ایں مرزا بیدل ست ریش می تراشد" مرزا بیدل نے سنا۔ شاعر تھا باکمال۔ کہا کہ آغا ریش می تراشم ولے دل کسے را نہ می تراشم۔

شیطانی وسوسہ آج بھی بہت لوگ کہتے ہیں کہ ایمان تو دل میں ہے داڑھی میں نہیں۔ یہ تو مولویوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ تو مرزا بیدل نے بھی کہا کہ داڑھی کترتا ہوں کسی کے دل کو تو زخمی نہیں کرتا۔ کسی کو اذیت نہیں پہنچاتا۔ گالی گلوچ نہیں کرتا، ضرر نہیں پہنچاتا۔ حضورؐ کے ارشاد المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ سے بہت لوگوں کو مغالطہ ہو جاتا ہے کہ کسی کو تکلیف مت پہنچاؤ، باقی جو جی میں آتے کرو بس مسلمانی حاصل ہو گئی اور صلح کل بن گئے ہیں اور بہت سے یاروں نے یہ فرض کر لیا ہے کہ بس کلمہ پڑھ لو پھر دنیا کا ہر کفر ہر ظلم اور ہر برائی اختیار کرو۔ مسلمانی کلمہ پڑھ کر ایسی چپک گئی ہے کہ اب کسی طرح بھی جدا نہیں ہو سکتی، حالانکہ یہ محض ابلیس کی شر انگیزی ہے۔ اسلام تب رہے گا کہ تمام عقائد اور نظریات بھی کلمہ شہادت کے تحت رہیں اور رسول کے بیان کئے ہوئے ضروریات دین میں سے کسی بات سے انکار نہ ہو۔

الغرض مرزا بیدل نے کہا کہ کسی کے دل کو تکلیف نہیں دیتا۔ ایرانی مہمانوں نے برجستہ کہا کہ "بلے ولیکن دل رسول اللہ را می خراشی" جب حضورؐ کے امتی بن کر ان کی سنتوں کی مخالفت کرتے ہو تو ان کے دل کو چوٹ لگاتے ہو۔ مرزا بیدل کے دل پر چوٹ لگ گئی اور ہمیشہ کیلئے تائب ہو گیا۔ تو جب ہمارے اعمال حضورؐ کو پیش ہوتے ہیں تو کیا ہم حضورؐ کے قلب مبارک کو تکلیف کا باعث نہیں بنتے۔

ہم شریعت سے پھر جائیں زندگی ساری اسکی مخالفت میں گذرے تو انہیں ہماری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وجہ سے خوشی حاصل ہوسکتی ہے ؟ ہرگز نہیں بلکہ ہر نبی خصوصاً رحمۃ للعالمینؐ کو صدمہ ہوتا ہے ۔ کہ میرا کلمہ گو امتی میرے راستے پر کیوں نہیں چلتا اور حضورؐ نے فرمایا کہ :

من اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ یوشک ۔ الخ

جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت دینا چاہی ۔ اور جو ایسا کرنا چاہے تو قریب ہے کہ اللہ اسے اوندھے منہ جہنم میں پھینک دیگا ۔

محترم بھائیو! اگر اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے تو اس کے احکام و فرامین اور سنتوں سے بھی لازماً محبت کرنا ہوگی ۔ اسی لئے تو ہم پیدا کئے گئے کہ نہ صرف خود بلکہ ساری دنیا سے اللہ اور رسول کے احکام اور سنتوں پر عمل کرائیں گے ۔ اسی لئے ہمیں خیر امۃ کہا گیا کہ تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر ۔

حضورؐ کی تعلیمات سے ساری دنیا کو پاکیزہ بنانا ہے ۔

اس لئے نہیں کہ خود بھی اللہ اور رسول کو چھوڑ کر دیگر اقوام کے پیچھے بھاگتے پھریں گے ۔ بلکہ ہمیں تو خود کو بھی اور ساری دنیا کو بھی تعلیمات نبویہ سے ظاہراً و باطناً مزکیٰ کرنا ہوگا ۔ اور اس راستہ پر چلانا ہوگا جو حضورؐ نے متعین کیا پھر دیکھئے کہ ہمارے اوپر دنیا اور آخرت کے خزانوں کے دروازے کھلتے ہیں یا نہیں اور اگر ایسا نہ ہو ہر چیز مل جائے مگر اللہ کی یاد اس کے قانون سے اعراض ہو تو انجام یہی بربادی اور پریشانی ہوگی ۔ ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ۔ جس نے میری یاد سے پیٹھ پھیر لی اس کے لئے زندگی ہوگی بہت تنگ اور پریشانیوں سے لبریز، سکون و طمانیت سے محروم رہے گا ۔ کروڑوں کے مالک بن جائیں دنیا بھر کی سلطنت مل جائے مگر معیشت تنگ ہوگی ۔ یہ نتیجہ ہوتا ہے مقصد حیات سے اعراض اور خدا کی یاد اور محبت سے غفلت کا ۔

محبت حاصل کرنے کے امور ظاہر و باطن کی صفائی

اللہ کے ہاں مال و دولت حسب و نسب اور جمال و کمال کی قدر نہیں بلکہ ذکر و فکر، محبت خداوندی، فکر آخرت، اطاعت تابعداری اور رسول سے محبت کی قدر ہے، یہی اسکی محبت حاصل کرنے کے امور ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مومنوں میں شمار کر دے اور ایمان کی برکت سے اللہ ان تمام چیزوں سے بھی محبت کرا دے جو اللہ کیطرف نسبت رکھتی ہیں ۔۔ اور کامل تابعداری نصیب ہو ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔ ■■

© rasailojaraid.com